

مقالات

ایک نہایت اہم استفعا

ہمارے پاس دھلی سے ایک صاحب نے ایک مطبوعہ استفعا بھیجا ہے جس کا موضوع بجائے خود نہایت اہم ہے، اور اس لحاظ سے اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ ہمارے اکابر علماء اس سئلہ کو غیر شرعی طریقہ پر حل کرنے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ ذیل میں استفعا اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے:

”ماہرین علوم اسلامیہ و مفتیان شرع متین سے حسب ذیل سوالوں کا مدلل جواب کتابتِ سنت اور فقہ کی روشنی میں جلد مطلوب ہے:

(۱) اگر کوئی غیر مسلم حاکم یا غیر مسلم ثالث و پانچ مسلمان مرد و عورت کے نکاح کو اسلامی احکام کے مطابق فسخ کر دے، یا غیر مسلم حاکم یا غیر مسلم ثالث و پانچ عورت پر مرد کا ظلم ثابت ہو جانے کی صورت میں مرد کی طرف سے عورت کو طلاق ویدے جیسا کہ بعض صورتوں میں مسلمان قاضی کو یہ حق حاصل ہے تو کیا نکاح فسخ ہو جائیگا اور عورت پر طلاق واقع ہو جائیگی اور عورت کو شرعاً یہ حق حاصل ہو جائیگا کہ وہ غیر مسلم کے فسخ کردہ نکاح اور ایقاع طلاق کو شرعاً درست سمجھ کر بعد عدت یا جیسی صورت ہو دوسرے مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے؟

(۲) اگر سوال مذکورہ الصدر کا جواب نفی میں ہو یعنی شرعاً غیر مسلم کے حکم فسخ نکاح اور ایقاع طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور غیر مسلم کے فسخ نکاح یا ایقاع طلاق کے بعد بھی وہ عورت شوہر اہل کی زوجیت میں باقی رہتی ہے، تو اس صورت میں جو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر لگی، اور اس دوسرے مرد

کو یہ علم بھی ہو کہ اس عورت غیر مسلم حکم یا غیر مسلم ثالث و پرنچ کے ذریعہ سے طلاق حاصل کی ہے، تو وہ نکاح باطل و فاسد ہو گا یا نہیں؟ اور دوسرے مرد سے نکاح کے باوجود اس عورت کا دوسرے مرد سے زنا و شوکا متعلق رکھنا حرام ہو گا یا نہیں؟ اور وہ دونوں شرعاً زنا کے مرتکب سمجھے جائینگے یا نہیں؟ (۳) اور دوسرے مرد سے نکاح باطل ہونے کی صورت میں جب اس دوسرے مرد سے کوئی اولاد ہوگی تو وہ ولد الحرام ہوگی یا نہیں؟ اور یہ اولاد اس دوسرے مرد کے ترکے سے محروم ہوگی یا نہیں۔

مہربانی فرما کر ان سوالوں کے جواب بندوار مدلل تحریر فرمائیے۔“ الخ

المستفتی محمد وحید الدین قاسمی حال مقیم دفتر جمعیت علماء ہند دہلی قائم جان۔ جوبلی

اس سوال میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ صرف غیر مسلم حکم یا غیر مسلم ثالث و پرنچ کے بارے میں سوال کیا گیا ہے حالانکہ سوال بیکرنا چاہیے تھا کہ جو عدالتی نظام خدا سے بے نیاز ہو کر انسان نے خود قائم کر لیا ہو اور جس کے فیصلے انسانی ساخت کی قوانین پر مبنی ہوں اسکو خدا کا قانون جائز تسلیم کرنا ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ضمنی غلطی یہ بھی ہے کہ سوال صرف فرخ و تفریق کے معاملات کے متعلق کیا گیا ہے حالانکہ اصولی حیثیت سے ان معاملات کی نوعیت دوسرے معاملات سے مختلف نہیں ہے۔

صرف نکاح و طلاق ہی کے معاملہ میں نہیں بلکہ جملہ معاملات میں غیر اسلامی عدالت کا فیصلہ اسلامی عدالت کی رو سے غیر مسلم ہے۔ اسلام نہ اس حکومت کو تسلیم کرتا ہے جو اصل مالک الملک، یعنی اللہ سے بے تعلق ہو کر آزادانہ و خود مختارانہ قائم ہوئی ہو، نہ اس قانون کو تسلیم کرتا ہے جو کسی انسان یا انسانوں کی کسی جماعت نے بطور خود بنا لیا ہو، نہ اس عدالت کی حق سماعت و فضل خصوصاً کو تسلیم کرتا ہے جو اصل مالک فرما کر اس کے ملک میں اسکی اجازت (Sanction) کے بغیر اس کے باغیوں نے قائم کر لی ہو۔ اسلامی نقطہ نظر سے ایسی عدالتوں کی حیثیت وہی ہے جو انگریزی قانون کی رو سے ان عدالتوں کی قرار پاتی ہے جو برطانوی سلطنت کے حدود میں "تاج" کی اجازت کے بغیر قائم کی جائیں۔ ان عدالتوں کے حجج، ان کے کارندے اور وکیل اور ان کے

فیصلہ کرانے والے جس طرح انگریزی قانون کی نگاہ میں باغی و مجرم اور بجائے خود مستلزم سزا ہیں، اسی طرح اسلامی قانون کی نگاہ میں وہ پورا عدالتی نظام مجرمانہ و باغیانہ ہے جو بادشاہ ارض و سما کی مملکت میں اُس کے ”سلطان“ (چارٹر) کے بغیر قائم کیا گیا ہو اور جس میں اُسکے منظور کردہ قوانین کے بجائے کسی دوسرے کے منظور کردہ قوانین پر فیصلہ کیا جاتا ہو۔ ایسا نظام عدالت جرم محترم ہے۔ اس کے صحیح مجرم ہیں، اس کے کارکن مجرم ہیں، اس کے دکیل مجرم ہیں، اس کے سامنے اپنے معاملات لے جانے والے فیریقین مجرم ہیں، اور اس کے جملہ احکام قطعی طور پر کالعدم ہیں۔ اگر ان کا فیصلہ کسی خاص معاملہ میں شریعت اسلامی کے مطابق ہوتا ہے تو وہ فی الاصل غلط ہے کیونکہ بغاوت اسکی جڑ میں موجود ہے۔ بالفرض اگر وہ چور کا ہاتھ کاٹیں، زانی پر کوڑے یا رجم کی سزا نافذ کریں، شرابی پر حد جاری کریں تب بھی شریعت کی نگاہ میں چور، زانی اور شرابی اپنے جرم سے اس سزا کی بنا پر پاک نہ ہونگے، اور خودیہ عداوتیں بغیر کسی حق کے ایک شخص کا ہاتھ کاٹنے یا اس پر کوڑے یا پتھر برسانے کی مجرم ہونگی، کیونکہ انہوں نے خدا کی رعیت پر وہ اختیارات استعمال کیے جو خدا کے قانون کی رو سے ان کو حاصل نہ تھے۔

ان عدالتوں کی یہ شرعی حیثیت اس صورت میں بھی علیٰ حالہ قائم رہتی ہے جبکہ غیر مسلم کے بجائے کوئی نام نہاد مسلمان انکی کرسی پر بیٹھا ہو۔ خدا کی باغی حکومت سے فیصلہ نافذ کرنے کے اختیارات بیکر جو شخص مقدمت کی سماعت کرتا ہے اور جو انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کی رو سے احکام جاری کرتا ہے وہ کم از کم حج کی حیثیت سے تو مسلمان نہیں ہے بلکہ خود باغی کی حیثیت رکھتا ہے، پھر بھلا اُس کے احکام کالعدم ہونے سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟

یہی قانونی پوزیشن اس صورت میں بھی قائم رہتی ہے جبکہ حکومت جمہوری ہو اور اس میں مسلمان شریک ہوں۔ خواہ مسلمان کسی جمہوری حکومت میں قبیل التعداد و ہوں یا کثیر التعداد، یا وہ ساری آبادی مسلمان ہو جس نے جمہوری اصول پر نظام حکومت قائم کیا ہو، بہر حال جس حکومت کی بنیاد اس نظریہ پر

ہو کہ اہل ملک خود مالک الملک (Sovereign people) ہیں اور ان کو خود اپنے لیے قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے، اُس کی حیثیت اسلام کی نگاہ میں بالکل ایسی ہے جیسے کسی پادشاہ کی رعیت اُس کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور اُس کے بالمقابل اپنی خود مختار نہ حکومت قائم کر لے جس طرح ایسی حکومت کو اُس پادشاہ کا قانون کبھی جائز تسلیم نہیں کر سکتا اسی طرح اس نوع کی جمہوری حکومت کو خدا کا قانون بھی تسلیم نہیں کرتا۔ ایسی جمہوری حکومت کے تحت جو عدالتیں قائم ہوں گی، خواہ ان کے صحیح قومی حیثیت سے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ان کے فیصلے بھی اسی طرح کا عدم ہونگے جس طرح کہ صورت اول و دوم میں بیان کیے گئے ہیں۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے اسکی صحت پر پورا قرآن دلیل ہے۔ تاہم چونکہ سائل نے کتاب سنت کی تصریحات کا مطالبہ کیا ہے اس لیے محض چند آیات قرآنی یہاں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ خلق اسی کی ہے لہذا فطرۃ امر کا حق

(Right to rule) بھی صرف اسی کو پہنچتا ہے۔ اسکے ملک (Dominion) میں، اُسکی خلق پر، خود اس کے سوا کسی دوسرے کا امر جاری ہونا اور حکم چلانا بنیادی طور پر غلط ہے۔

قُلِ اللّٰهُ مَالِكِ الْمُلْكِ تَوَفَّى الْمُلْكَ
مَنْ نَشَاءُ وَنَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ نَّشَاءُ (آل عمران - ۳)

کہو اے اللہ مالک الملک! تو جس کو چاہے ملک دے
اور جس سے چاہے چھین لے۔

ذٰلِكُمْ مَّا لَلّٰهُ سَرَبْتَكُمْ لَهٗ الْمُلْكَ (فاطر - ۲)

وہ ہے اللہ، تمہارا رب، ملک اسی کا ہے۔

لَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ ذٰلِكَ مِمَّا يَتَذَكَّرُ (مؤمن - ۱۲)

پادشاہی میں کسی کی اس شریک (partner) نہیں ہے۔

فَاَلْحَكُمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (المومن - ۲)

لہذا حکم اللہ بزرگ برتر ہی کے لیے خاص ہے۔

وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهٖۤ اَحَدًا (الکہف - ۳)

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو اپنا حصہ دار نہیں بناتا۔

اَلَا لَهٗ الْخَلْقُ وَاَلَا مَرۡءٌ (اعراف - ۷)

خبردار! خلق اسی کی ہے اور امر بھی اسی کا ہے۔

يقولون هل لنا من الامر من شيء

لوگ پوچھتے ہیں کیا امر میں، ہمارا بھی کچھ حصہ ہے؟ کہہ دو کہ

قل ان الامم كلہ لله (آل عمران - ۱۶) امر سارا کا سارا اللہ کے لیے مخصوص ہے۔

(۲) اس اصل الاصول کی بنا پر قانون سازی کا حق انسان سے بالکل سلب کر لیا گیا ہے، کیونکہ انسان مخلوق اور رعیت ہے، اور رعیت کا کام صرف اس قانون کی پیروی کرنا ہے جو مالک نے بنایا ہو۔ اس کے قانون کو چھوڑ کر جو شخص یا ادارہ خود کوئی قانون بناندے یا کسی دوسرے کے بنائے ہوئے قانون کو تسلیم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہے وہ طاعت (باطنی اور خارج از طاعت) حق ہے، ماوراس سے فیصلہ چاہنے والا اور اس کے فیصلہ پر عمل کرنے والا بھی بغاوت کا مجرم ہے:-

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتَكُم
أَكْذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ (الزحل - ۱۵)

اور تم اپنی زبانوں سے جن چیزوں کا ذکر کرتے ہو ان کے متعلق جھوٹ گھڑ کر یہ نہ کہہنا کہ یہ حلال lawful اور یہ حرام (unlawful) ہے۔

اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ رَبِّكُمْ
وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا اسی کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرا دلیا (اپنے پیغمبر کے ہونے کا سازوں) کی پیروی نہ کرو۔ (اعراف - ۱)

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ
هُمُ الْكَاذِبُونَ (المائدہ - ۷)

اور جو اس قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو ایسے تمام لوگ کافر ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ
آمَنُوا بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُرِيدُونَ أَنْ يُنْفِخُوا عَنْكَ
الْأُمَّرَ وَأَنْ يُكْفَرُوا بِهِ (النسار - ۹)

اے نبی! کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں اُس ہدایت پر ایمان لانے کا جو تم پر اور تم سے پہلے کے نبیوں پر اتاری گئی ہے اور پھر چاہتے ہیں کہ اپنے مخالف کا فیصلہ طاعت سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا

کہ طاعت سے کفر کریں (یعنی اس کے حکم کو تسلیم نہ کریں)۔

(۳) خداوند عالم کی زمین پر صحیح حکومت اور صحیح عدالت صرف وہ ہے جو اُس قانون کی بنیاد پر قائم ہو جو اُس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے بھیجا ہے۔ اسی کا نام خلافت ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ سُرْسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء - ۹)

اور ہم نے جو رسول بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے حکم
الہی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔

اے نبی! ہم نے تمہاری طرف کتاب برحق نازل کی
ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس روشنی کے مطابق
قیصد کرو جو اللہ نے تمہیں دکھائی ہے۔

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ
عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ احْكُم
الْبَاطِلَ لِيَنبَغُونَ (المائدہ - ۷)

اور یہ کہ تم ان کے درمیان حکومت کرو اس ہدایت کے
مطابق جو اللہ نے آجاری ہے اور انکی خواہشات کی سیرک
ذکر کرو اور ہوشیار رہو کہ وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کر کے اس
ہدایت کے کسی جزو سے نہ پھیریں جو اللہ نے تمہاری

طرف نازل کی ہے کیا یہ لوگ جاہلیت کی حکومت چاہتے ہیں؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْعَلُوا مِنْ خَلْقِكُمْ
أَقْرَبًا وَلَا تُتَّبِعُوا السُّبُلَ الَّتِي اتَّبَعُوا
وَمَا يَتَّبِعُ أَهْوَاءَهُمْ وَلَا يَتَّبِعُ أَهْوَاءَ
الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ أَعْرَبُوا
أَمْ لَمْ يَأْتُوا الْبِلَادَ الَّتِي لَكُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
سَوَاءٌ لَكُمْ أَعْرَبُوا أَمْ لَمْ يَأْتُوا الْبِلَادَ الَّتِي لَكُمْ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ لَكُمْ أَعْرَبُوا أَمْ لَمْ يَأْتُوا
الْبِلَادَ الَّتِي لَكُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ لَكُمْ
أَعْرَبُوا أَمْ لَمْ يَأْتُوا الْبِلَادَ الَّتِي لَكُمْ

اے داؤد! ہم نے تمکو خلیفہ مقرر کیا ہے لہذا تم
حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان حکومت کرو اور
اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ اللہ کے راستہ
سے وہ تم کو بھٹکالے جائیگی۔

(۴) اس کے برعکس ہر وہ حکومت اور ہر وہ عدالت باغیانہ ہے جو خداوند عالم کے صحیح ہونے پر
کے لئے ہوئے قانون کے بجائے کسی دوسری بنیاد پر قائم ہو بلکہ لہذا اس کے تفصیلات میں ایسی حکومتوں
اور عدالتوں کی نوعیتیں باہم کتنی ہی مختلف ہوں۔ ان کے تمام افعال بے اصل، بے وزن، اور باطل ہیں۔

ان کے حکم اور فیصلہ کے لیے سرے سے کوئی جائز بنیاد ہی نہیں ہے۔ حقیقی مالک الملک نے جب انہیں سلطان (charter) عطا ہی نہیں کیا تو وہ جائز حکومتیں اور عدالتیں کس طرح ہو سکتی۔ وہ تو جو کچھ کرتی ہیں، خدا کے قانون کی رو سے سب کا سب کا عدم ہے۔ اہل ایمان (یعنی خدا کی وفادار رعایا) ان کے وجود کو بطور ایک خارجی واقعہ (de facto) تسلیم کر سکتے ہیں، مگر بطور ایک جائز وسیلہ انتظام و منسل قضایا کے (de jure) تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان کا کام اپنے اصلی فرمان (اللہ) کے باغیوں کی اطاعت کرنا اور ان سے اپنے معاملات کا فیصلہ چاہنا نہیں ہے۔ اور جو ایسا کریں وہ اوعائے اسلام و ایمان کے باوجود وفاداروں کے زمرہ سے خارج ہیں۔ یہ بات صریح عقل کے خلاف ہے کہ کوئی حکومت اپنی رعایا پر باغیوں کے اقتدار کو جائز رکھے اور اسے ان کا حکم ماننے کی اجازت دے :-

اے نبی! ان سے کہو، کیا میں تمہیں تباؤں کے لپٹنے اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ ناکام و نامراد کون ہوں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی پوری سعی بھٹک گئی (یعنی ان فی کوششوں کے فطری مقصود، رضائے اپنی سے ہٹ کر دوسرے مقاصد کی راہ میں صرف ہوئی)، اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم خوب کام کر رہے ہیں

قُلْ هَلْ لَدَيْكُمْ بِأَلْحُسْرَىٰ
أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
صُنْعًا ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَأَبَايَاتٍ لِّرَبِّهِمْ
وَلِقَائِهِمْ فَعَبَّطُوا عَمَلَهُمْ فَلَا نُقِيمُ
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِشْرًا (الکہف: ۱۸)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے احکام ماننے سے انکار کیا اور اسکی ملاقات (یعنی اسکے سامنے حاضر ہو کر حسرت دینے) کا عقیدہ قبول نہ کیا۔ ایسے ان کے سب اعمال جبط (کالعدم) ہو گئے اور قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

یہ عادی جنہوں نے اپنے رب کے احکام ماننے سے انکار کیا اور اس رسولوں کی اطاعت نہ کی اور ہم جبار دشمن حق کے امر کا اتنا رے کیا۔

ذَٰلِكَ عَادٌ جَعَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا
رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ (ہود: ۵)

وَلَقَدْ أَمَرْنَا مُوسَىٰ بِأَنِ يَتَنَاوَسَ سُلْطٰنِ
مِثْيٰنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَٲِيْهِ فَاَتَّبَعُوْا اَمْرًا
فِرْعَوْنَ وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ (پہو-۶)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات اور واضح و روشن مسلمان
کے ساتھ فرعون اور اسکے اعیان ریاست کے پائس بھجا
مگر ان لوگوں نے (ہمارے فرستادہ شخص کے بجائے)
فرعون کے امر کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا امر درست نہ تھا یعنی مالک الملک سلطان پر مبنی نہ تھا۔

وَلَا تُطِيعُ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا
وَاتَّبَعَ هَوٰٓىٕهُ وَكَانَ اَمْرُهٗٓ كَفِرْطَادِ الْكَلْبِ (۴)

اور تو کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کر جس کے دل کو ہم نے
اپنے ذکر سے (یعنی اس حقیقت کے شعور و اوراک سے
کہ ہم اسکے رب ہیں) غافل پایا اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور جس کا امر حق سے ہٹا ہوا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَمٰٓىٕ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَمَا بَطَنٌ وَاَلَا اَنْتُمْ وَاَلْبَغٰى بَعِيْبِ الْحَقِّ وَا
اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهٖ سُلْطٰنًا
(انوار-۴)

اے نبی کہہ دو کہ میرے رہنے حرام کیا ہے فحش کاموں کو خواہ
وہ کھلے ہوں یا چھپے، اور معصیت کو، اور حق کے بغیر ایک
دوسرے پر زیادتی کرنے کو، اور اس بات کو کہ تم اللہ کے
ساتھ (حاکمیت یا اوبہیت میں) ان کو شریک کرو جن کے لیے اللہ نے کوئی سلطان نازل نہیں کیا ہے۔

وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّا اَسْمَآءَ
سَمِيْعَةٌ مَّوْحَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَآءِ مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ اَلْحٰكَمُ اِلَّا اللّٰهُ اَمْرًا اَلَا
تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اِيَّا كَا (یوسف-۵)

اور تم اللہ کو چھوڑ کر جسکی بندگی کرتے ہو وہ تو محض نام ہیں
جو تم نے اور تمہارے اگلوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان
بجائے کوئی سلطان نازل نہیں کیا ہے۔ حکم صرف اللہ کے
لیے خاص ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی کی
بندگی نہ بنا لاؤ۔

وَمَنْ يَّمْتٰنِ فِى الرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا تَلٰبٰتَيْنِ
لَهٗ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ قُوْلُهٗ
مَا تَوَلٰٓى وَاَنْعَلِهٖٓ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النسا-۱۸)

اور جو کوئی رسول سے جھگڑا کرے دروغا لیکر راہ راست
اسکو دکھائی گئی، اور ایمان داروں کا راستہ چھوڑ کر دوسری
راہ چلنے لگے اس کو ہم اسی طرف چلا گئے جہاں وہ خود
مردہ ہے اور اسے جہنم میں جھونکے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

پس تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہونگے جب تک کہ اسے نبی اچھ کو اپنے باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنے

قَلَّا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ
يُحْكُمُوا بِمَا نَظَرْنَا فِيهَا ثُمَّ يَرْجِعُوا إِلَىٰ
وَاللَّيْسِيمِ كَرِيهٍ -

اور جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے
آمارا ہے اور آؤ رسول کی طرف تو تو نے منافقوں
کو دیکھا کہ تجھ سے پھرتا رہے ہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ
اللَّهُ وَالْإِلَىٰ الرَّسُولِ سَرَّاهِيتَ الْمُنَافِقِينَ
يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (النساء - ۹)

اور اللہ نے کافروں (یعنی اپنی سلطنت کے باغیوں)
کے لیے اہل ایمان (یعنی اپنی وفادار رعایا) پر کوئی راہ
نہیں رکھی ہے۔

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا (النساء - ۲۰)

یہ قرآن کے حکمات ہیں۔ ان میں کچھ بھی متشابہ نہیں ہے۔ اسلام کے نظام فکر، نظام اخلاق اور
نظام تمدن کی بنیاد جس مرکزی عقیدہ پر رکھی گئی ہے وہی اگر متشابہ رہ جاتا تو قرآن کا نزول ہی معاذ اللہ
یہ کار ہوتا۔ اسی لیے قرآن نے اس کو اتنے صاف اور قطعی طریقہ سے بیان کر دیا ہے کہ اس میں دو رائے ہونے
کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور قرآن کی ایسی تصریح کے بعد ہم کو ضرورت نہیں کہ حدیث یا فقہ کی طرف رجوع کریں۔
پھر جبکہ اسلام کی ساری عمارت ہی اس سنگِ بنیاد پر کھڑی ہے کہ اللہ نے جس چیز کے لیے کوئی سلطان

نہ آمارا ہو وہ بے اہل ہے، اور اللہ کے سلطان سے بے نیاز ہو کر جو چیز بھی قائم کی گئی ہو اسکی قانونی حیثیت
سراسر کا عدم ہے، تو کسی خاص معاملہ کے متعلق یہ دریافت کرنے کی کوئی حاجت نہیں رہتی کہ اُس معاملہ میں
بھی کسی غیر الہی حکومت کی عدالتوں کا فیصلہ شرعاً نافذ ہوتا ہے یا نہیں۔ جس بچے کا لطف ہی حرام سے قرار
پایا ہوا اسکے بارے میں یہ کب پوچھا جاتا ہے کہ اسکے ناخن یا اسکے بال بھی حرامی ہیں یا نہیں؟ خنزیر یہ جب
پورا کا پورا حرام ہے تو اسکی کسی خاص بوٹی کے متعلق یہ سوال کب پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے یا نہیں؟
پس یہ سوال کرنا کہ فرج نکاح اور تفریق بین ازدوجین اور ایقاع طلاق کے بارے میں غیر الہی عدالتوں کا فیصلہ

نافذ ہوتا ہے یا نہیں، اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے، اور اس سے زیادہ ناواقفیت کی دلیل یہ ہے کہ سوال صرف غیر مسلم جموں کے بارے میں کیا جائے۔ گویا سائل کے نزدیک جو نام کے مسلمان غیر الہی نظام عدالت کے پرزوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہوں اُن کا فیصلہ تو نافذ ہو ہی جاتا ہوگا۔ حالانکہ خنزیر کے جسم کی کسی بوٹی کا نام ”بکرے کی بوٹی“ رکھ دینے سے نہ تو وہ بوٹی فی الواقع بکرے کی بوٹی بن جاتی ہے اور نہ حلال ہی ہو سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کے اس اصل الاصول کو تسلیم کرنے کے بعد غیر الہی حکومت کے تحت مسلمانوں کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی زندگی کو آسان کرنے کے لیے اسلام کے اویں بنیادی اصول میں ترمیم نہیں کی جاسکتی۔ مسلمان اگر غیر الہی حکومتوں کے اندر رہنے کی آسانی چاہتے ہیں تو انہیں اصول اسلام میں ترمیم کرنے، یا بالفاظ دیگر اسلام کو غیر اسلام بنانے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ البتہ مرتد ہونے کا موقع ضرور حاصل ہے۔ کوئی چیز یہاں ارتداد سے مانع نہیں۔ شوق سے اسلام کو چھوڑ کر کسی آسان طریق زندگی کو قبول کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ مسلمان رہنا ہی چاہتے ہیں تو ان کے لیے صحیح اسلامی طریقہ یہ نہیں ہے کہ غیر الہی حکومت میں رہنے کی آسانیاں پیدا کرنے کے لیے ایسے جھیلے ڈھونڈتے پھریں جو اسلام کے بنیادی اصولوں سے متعارض ہوں، بلکہ صرف ایک راستہ ان کے لیے کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں بھی وہ ہوں، حکومت نظر یہ کو بدلنے اور اصول حکمرانی کو درست کرنے کی سعی میں اپنی پوری قوت صرف کریں۔